Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies
Vol. 2, No. 09 (October 2023), pp. 13-21
ISSN (Print): 2958-5112
ISSN (Online): 2958-5120
http://www.ipics.rmrpublishers.org
http://journals.rmrpublishers.org/insights-of-pakistan-iran-and-the-caucasus-studies/

A Research and Critical Study of the Labor Laws Approved by the Provincial Assembly of the Punjab in the Context of Sharia

Muzamil Tanvir
PhD Scholar, University of Karachi, Karachi
Dr. Taaj Muhammad (Corresponding Author)
Assistant Professor at the University of Karachi, Karachi
Email: piif.editors62@gmail.com

Publication History:
Received: September 02, 2023
Accepted: September 21, 2023
Published Online: October 01, 2023

Keywords:
Labor,
Rights,
Approved bills,
Protection,
Human Rights,
Legislation in Pakistan,

Research related to Academic Areas:
Pakistan Studies, Legal Studies

Acknowledgment:
This paper is an exclusive research of the authors, based on primary and secondary research methods.

Ethical Consideration:
This study has no aim to hurt any ideological or social segment but is purely based on academic purposes.

Abstract
Labor is the key to success in life. It is a basic thing required to be successful life. We cannot imagine success or achievement in life without labor. We dream, desire but it is the labor which turns our dreams into reality. There is no religion or ideology except Islam, which guarantees the rights of the workers. Thus, all kinds of bills have been approved by the Punjab Provincial Assembly for the rights of workers. Despite this, the conditions of the workers are not improving. The reason for this is that either there are some weaknesses in these approved laws or there is an obstacle in their implementation. The biggest reason is that the workers are not aware of the laws made for their rights. The main purpose of this article is to protect the rights of the working class and highlight their issues.

Copyright © 2023 IPICS Journal as an academic research-oriented non-profit initiative of Rehmat and Maryam Researches (SMC-Pvt) Limited, working in Islamabad, Rawalpindi and Lodhran under the Security and Exchange Commission of Pakistan (SECP). This is an open-access article. However, its distribution and/or reproduction in any medium is subject to the proper citation of the original work.

تمہید

شریعتِ اسلامیہ ایک ایسی شریعت کا نام ہے جو ہر اعتبار سے انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔اسی طرح جہاں پر اسلام نے ہر شخص کے حقوق و فرائض کا تعین کیا ہے اسی طرح اسلام نے مزدور کے حقوق کا تعین بھی فرمایا ہے۔ معاشرتی زندگی میں یوں تو ہر شخص مزدور ہے لیکن خون پسینہ بہا کر زلفِ روزگار سلجھانے والا 'اپنی محنت سے جوئے شیر لانے والا 'سنگلاخ چٹانیں توڑنے والا' قافلے لٹا کر منزل کو سینے سے لگانے والا اور دھوپ میں جل کر دوسروں کو چھاؤں بخشنے والا، اپنی خوشیاں دوسروں پر قربان کرنے والا حقیقی مزدور کہلاتا ہے۔اس کی اہمیت مسلمہ حقیقت ہے۔ کوئی بھی معاشرہ دست کار کے تعاون کے بغیر خوش حال نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے تمام مذاہب میں محنت کرنے کی تلقین کی گئی ہے لیکن اسلام نے مزدور کی عظمت کا اعتراف جس انداز سے کیا ہے، وہ عالمگیر حقیقت ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا اور اس کے متعلق قرآن مقدس میں اللہ رب العزت کے وعدے بکثرت موجود ہیں۔

ہمیں پوری "تاریخ اسلام" میں امیری وغریبی کی بنا پر یا مالک ومزدور کی بنیاد پر نفرت وامتیاز کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہاں تو امیر وغریب کو، شاہ وگدا کو، کالے اور گورے سب کو بھائی بھائی کہ کر ایمان وایقان کی ایک ہی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ صدقات وذکوۃ کے نظام اور بیت المال کے ذریعہ مساکین ویتامی کی اور دیگر تمام حاجت مندوں کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کا بھی پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ دیکھئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں بڑے بڑے امراء ورؤسا کے ہوتے ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر مقرر کیا جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بڑے بڑے مال دار اصحاب کے ہوتے ہوئے جو قدر ومنزلت ملی، وہ نسلی اور مادی تفاخر کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ ہے۔ یہاں تو محمود وایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نمازادا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اپنی بہترین تعلیمات کے ذریعے طبقاتی منافرت کی جڑیں کاٹ کرر کھ دی ہیں۔

ہم ایک ایسی ریاست کے باشندے ہیں جس ریاست کے وجود کی بقاء کی خاطر انسانی جانوں کے نذرانے پیش کیے گئے۔ جو اسلامی مملکت کے نام پر دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ جسے اسلامی قلعہ بھی کہا جاتا ہے۔ جو اسلامی ممالک کی فہرست میں ایٹمی پاور کے لحاظ سے پہلی اسلامی مملکت ہے۔ جسے آج دنیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے جانتی ہے۔ اس کا اسلامی جمہوریہ ہونا اس بات کی ضمانت سمجھا جاتا ہے کہ یہاں کوئی بھی آئین قرآن وسنت اور اسلامی اُصولوں کے منافی نہیں ہوگا۔ یہاں کی قانون ساز اسمبلیوں اور قانون ساز اداروں میں منظور ہونے والے قوانین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں گے۔ یہاں ہر ایک کے حقوق وفرائض کا تعین سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں کیا جائے گا۔ اسلامی مملکت پاکستان میں صوبائی اسمبلی پنجاب میں لیبر (مزدور) قوانین کے حوالے سے ہر حکومت میں کوئی نا کوئی بل پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے اس معاشرے میں مزدور کے ساتھ رکھا گیا تلخ رویہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم ساکنان پنجاب مزدور کے حقوق کے حوالے سے ناواقف ہیں۔ ہمیں صوبائی اسمبلی پنجاب میں لیبر (مزدور) پالیس کے حوالہ سے بننے والے قوانین کا علم ہی نہیں ہے۔ پیش نظر مقالہ کا عنوان "**<u>پنجاب اسمبلی سے منظور کردہ لیبر قوانین کا شریعت کے تناظر میں تحقیقی وتنقیدی مطالعہ</u>**" ہے جس میں صوبائی اسمبلی پنجاب سے منظور شدہ لیبر (مزدور) قوانین جو بصورتِ آرڈیننس/مسودہ قانون منظور ہو کر نافذ العمل ہو چکے ہیں۔ ان سے لوگوں کو آگہی فراہم کی جائے گی نیز ان قوانین کی شرعی حیثیت کو بھی پرکھا جائے گا جہاں بہتری کی گنجائش ہوگی اپنی رائے کا بھرپور اظہار ہوگا۔

سابقہ تحقیق کا کا جائزہ:

پنجاب اسمبلی کی تاریخ اور لیبر کے حقوق پر بہت سی تحقیقات منظرِ عام پر آچکی ہیں، جن کی تفصیلات اس مختصر مقالہ میں پیش کرنا ممکن نہیں البتہ ذیل میں مختصر ذکر کی جارہی ہیں۔

سندی مقالات:

اس عنوان سے متعلقہ مختلف تحقیقات منظرِ عام پر ہیں ان میں سے چند ایک کا مختصر تذکرہ ذیلی سطور میں مذکور ہے:

(1) محسن انسانیت ﷺ کی مزدور پالیسی

مصنف: تفسیر عباس (پی ایچ ڈی سکالر)

یہ کتاب زاویہ پبلشر زوالوں نے چھاپی ہے۔ اس کے اندر عہد نبوی ﷺ میں مزدور تحریک کی ارتقائی جدوجہد کو پیش کیا گیا ہے۔ ہے اس کتاب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں کہ اس میں عصرِ حاضر میں پیش آنے والے مزدور کو جملہ مسائل اور ان کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

(2) اسلام کا نظریہ محنت

مصنف: خلیل الرحمٰن (چیئرمین آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر)

مصنف کی اس کتاب میں مزدور کی محنت کو خوب سراہا گیا ہے۔ بلکہ یہ اس طرز کی پہلی کتاب ہے جس میں مزدور کی اس معاشرے کے لیے خدمات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ بلکہ برصغیر کے اس معاشرے میں مزدور کی محنت پر پبلش ہونے والی یہ پہلی کتاب ہے۔

منہج تحقیق:

طرز تحقیق بیانیہ وتجزیاتی ہوگا۔ ابتداء پنجاب اسمبلی کی مختصر تاریخ (قبل از قیام پاکستان اور بعد از قیام پاکستان) ذکر گئی ہے۔ اس کے بعد مزدور کے حوالہ سے منظور شدہ قوانین کا شریعت کے تناظر میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ کو تین مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مبحث اول: پنجاب اسمبلی کی تاریخ

مبحث ثانی: عہد نبوی ﷺ میں مزدوری کے عمومی شعبے

مبحث ثالث: پنجاب اسمبلی سے منظور شدہ قوانین کا مختصر اجائزہ

مبحث اول: پنجاب اسمبلی کی تاریخ: (قبل از قیام پاکستان)

قیامِ پاکستان سے قبل صوبائی اسمبلی پنجاب کی آئینی وقانونی حیثیت کو دیکھا جائے تو اس کی ابتداء برطانوی راج سے ہوتی ہے اور برطانوی راج کی تاریخ بہت پرانی ہے اس کی تاریخ سے مراد برصغیر پاک وہند میں 1757 اور 1947 کے درمیان برطانوی حکمرانی یعنی بالخصوص پنجاب میں برطانوی آئین وقانون کی حکمرانی مراد ہے اور یہیں آئین وقانون سازی کی تاریخ جڑی ملتی ہے۔

ایک ہندو سکالر Banthia Jayant اپنی کتاب History of the British Raj میں لکھتے ہیں:

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

The British Raj system was introduced in 1857 when the rule of the East India Company was handed over to the British Raj or Queen Victoria.[1]

"برطانوی راج کا نظام 1857 میں اس وقت متعارف کرایا گیا تھا جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکمرانی برطانوی راج یا ملکہ وکٹوریہ کے حوالے کی گئی۔"

ایک انگریز محقق Brown Judith اپنی کتاب History of the British Empire میں لکھتے ہیں:

Queen Victoria was the Queen of the British Empire. Queen Victoria is considered to be one of the most influential rulers of the world in the 19th century AD. Queen Victoria is one of the most influential rulers in British history.[2]

"ملکہ وکٹوریہ سلطنت برطانیہ کی ملکہ تھی۔ ملکہ وکٹوریہ انیسویں صدی عیسوی میں دنیا کی باثر ترین حکمرانوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کا شمار برطانیہ کی تاریخ میں انتہائی باثر حکمرانوں میں ہوتا ہے۔"

The General Clauses Act, 1898 (moved by Sir Louis William Dane on November 1, 1897 and passed by the Council on April 15, 1898) was the first enactment in the history of Punjab.The first Council functioned for a period of more than eleven years. It held 28 meetings and passed 23 laws2.[3]

جنرل کلاز ایکٹ.1898 (1 نومبر 1897 کو سر لوئس ولیم ڈین نے منتقل کیا اور 15 اپریل 1898 کو کونسل نے منظور کیا) پنجاب کی تاریخ کا پہلا قانون تھا۔ پہلی کونسل نے گیارہ سال سے زیادہ عرصے تک کام کیا۔ اس نے 28 اجلاس منعقد کیے اور 23 قوانین منظور کیے۔ اس کے بعد پھر باقاعدہ قانون سازی کے مرحلے کا آغاز ہوگیا۔ 19 مارچ 1945 اس کی آخری نشست تھی یوں اس صوبائی اسمبلی پنجاب نے اپنی طویل مدت میں 368 اجلاس منعقد کئے۔

پنجاب اسمبلی کا قیام (بعد از قیام پاکستان)

صوبائی مغربی پنجاب اسمبلی 1947ء تا 1950ء

قیام پاکستان سے قبل جو صوبائی کابینہ تشکیل دی گئی تھی وہی جاری رہی البتہ اس کا نام مغربی صوبائی پ مغربی پنجاب اسمبلی رکھ دیا گیا تھا۔ اس اسمبلی کی مدت 15 اگست 1947 سے 25 جنوری 1949 تک تھی۔ 14 اگست 1947 کو، پاکستان کی خود مختار ریاست ہندوستانی آزادی ایکٹ، 1947 کے تحت وجود میں آئی۔ اس وقت تک دستور ساز اسمبلی نے ملک کے لیے ایک آئین جاری نہیں کیا تھا، گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935، mutatis mutandis، کو عارضی کے طور پر اپنایا گیا۔ پاکستان (عارضی آئین) آرڈر 1947 کے تحت آئین۔

On August 14, 1947, the sovereign state of Pakistan came into existence under the Indian Independence Act, 1947. Till such time the constituent Assembly promulgated a constitution for the country, the Government of India Act 1935, mutatis mutandis, was adopted as the provisional constitution under the Pakistan (Provisional Constitution) Order 1947۔.As a result of the voting in the Punjab Legislative Assembly 1946 held on June 23, 1947, the Assembly had been divided into West Punjab Legislative Assembly and the East Punjab.[4]

یوں اس قانون سازی کے معاملے میں 23 جون 1947 کو ہونے والی پنجاب قانون ساز اسمبلی 1946 میں ہونے والی ووٹنگ کے نتیجے میں اسمبلی کو مغربی پنجاب قانون ساز اسمبلی اور مشرقی پنجاب میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

صوبائی مغربی پنجاب اسمبلی 1951ء تا 1955ء

اس اسمبلی کی مدت 7 مئی 1951 سے 14 اکتوبر 1955 تک ہے۔ 1949 میں مغربی پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کی تحلیل کے بعد تقریباً ڈھائی سال کا وقفہ ہوا۔

صوبہ پنجاب کے نام کی تبدیلی

پاکستان کی نوزائیدہ ریاست میں سیاسی پیش رفت یہ ہوئی کہ 1950 میں صوبہ مغربی پنجاب کا نام بدل کر صوبہ پنجاب رکھ دیا گیا اور پاکستان (عارضی آئین) آرڈر 1947 کے تحت 1951 میں ہونے والے عام انتخابات کے نتیجے میں 174 اراکین پر مشتمل پنجاب قانون ساز اسمبلی تشکیل دی گئی۔ اس نے اپنی پہلی نشست 7 مئی 1951 کو منعقد کی اور آخری بار 31

---

1. Banthia Jayant" History of the British Raj "Population Council, December 1999. 4/659
2. .Brown Judith " History of the British Empire" Oxford University Press1930, pp. 421–446
3. .Proceedings, Council of the Lieutenant Governor of the Punjab, December 14, 1912, pages.172-73.
4. .Dr syed Abdul Hassan Najmee,Punjab Assembly Decisions (1947 to 1999), Published by the Punjab Assembly Secretariat Lahore,2001,P,22

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

مارچ 1955 کو میٹنگ ہوئی۔ اسمبلی نے اپنی 4 سال 5 ماہ اور 8 دن کی زندگی میں 10 اجلاسوں میں 114 اجلاس منعقد کیے اور ایک 14 اکتوبر 1955 کو یونٹ کی تشکیل پر ہی اس کا وجود ختم ہو گیا۔

In 1950, the Province of West Punjab was renamed as Province of Punjab and as a result of the general elections held in 1951 under the Pakistan (Provisional Constitution) Order, 1947, the Punjab Legislative Assembly consisting of 174 Members was constituted. It held its first sitting on May 7, 1951 and met for the last time on March 31, 1955. The Assembly held 114 sittings over 10 sessions during its life of 4 years 5 months and 8 days and ceased to exist on the formation of one-unit on October 14, 1955.(5)

یہ پنجاب اسمبلی کی بعد از قیام پاکستان تاریخ ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ آج تک اس کا وجود باقی ہے اور پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی اسمبلی ہے ۔اس کے قیام سے لے کر آج تک کئی طرح کے قوانین یہاں سے منظور ہوتے ہیں جو بظاہر پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے منظور کئے جاتے ہیں۔

مبحث ثانی: عہد نبوی ﷺ میں مزدوری کے عمومی شعبے

نبی کریم ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین کا مزدووں کے شانہ بشانہ کام کرنا اور رزق کمانا ایک تاریک کا سنہری باب ہے جس کی روشنی میں آج بھی ہر سُو ہے۔ اب ذیل میں اجتمائی طور پر مرد مزدوروں کے عمومی شعبے کیا تھے اس بارے میں جائزہ پیش کرتا ہوں اور بعد میں خواتین مزدوروں کی طرح کیسے کام کیا کرتی تھیں اس کا جائزہ پیش کروں گا۔

1- جہاد فی سبیل اللہ

عہد نبوی ﷺ میں جہاد مزدوری کا گویا کہ ایک باب متصور کیا جاتا تھا۔ جہاد جہد سے ہے اور جہد سخت کوشش سے مشتق ہے اس لحاظ سے گو کہ یہ فعل خالص اللہ کی رضا کے لئے نا کہ مال کمانے یعنی مال غنیمت کے حصول کے لئے ہے لیکن پھر بھی عہد نبوی میں مجاہدین میں مزدوروں کے شعبہ جات میں جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے کیونکہ اس میں صرف جہاد ہی نہیں تھا بلکہ مجاہدین کی خدمات پر بھی بعض لوگ معمور ہوا کرتے تھے اور رزق حلال کے لحاظ سے اس سے بلند مرتبہ والی ہاتھ کی کمائی وہ ہے جو جہاد کے ذریعہ کفار سے حاصل کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا یہی ذریعہ تھی یہ اشرف ترین کمائی ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند اور دوسرے دشمنوں کا کلمہ پست ہوتا ہے نیز اس میں اخروی نفع بھی ہوتا ہے۔ یہاں پر ایک اور بھی حلال اور پاکیزہ کمائی ہے لیکن اس کا تعلق براہ راست ہاتھوں کی محنت سے نہیں۔ مراد اس سے اولاد کی کمائی ہے اسے بھی انسان کی ذاتی کمائی ہی شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ مِنْ اَطْیَبِ مَا اَکَلَ الرَّجُلُ مِنْ کَسْبِہٖ، وَوَلَدُہٗ مِنْ کَسْبِہٖ۔"(6)

(بے شک زیادہ پاکیزہ رزق وہ ہے جو انسان اپنی کمائی سے کھاتا ہے اور اس کی اولاد اس کی کمائی سے ہے۔)

کیونکہ اولاد اس کی شادی کی وجہ سے حاصل ہوئی، لہذا باپ کے لیے ان کی کمائی کھانا جائز ہے۔ ابو عیسیٰ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بعض صحابہ اور دیگر کئی اہل علم کا عمل اسی بات پر ہے کہ والد کا ہاتھ اولاد کے مال میں کشادہ ہے چنانچہ جو چاہے لے سکتا ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ صرف ضرورت کے وقت ہی لے سکتا ہے ویسے نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کی وضاحت کی ہے کہ اولاد انسان کی بہترین کمائی میں سے ہے اور اس کا مال کھانا باپ کے لیے جائز و درست ہے چنانچہ فرمایا:

"وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ کَسْبِہٖ، مِنْ اَطْیَبِ کَسْبِہٖ، فَکُلُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ۔"(7)

(آدمی کی اولاد اس کی کمائی سے ہے، (بلکہ) اس کی بہترین کمائی سے ہے، لہذا ان کے اموال سے کھاؤ۔)

اسی لیے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا تو اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے یعنی میں کیا کروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

"اَنْتَ وَمَالُکَ لِوَالِدِکَ، اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ اَطْیَبِ کَسْبِکُمْ، فَکُلُوْا مِنْ کَسْبِ اَوْلَادِکُمْ۔"(8)

(تو اور تیرا مال تیرے والد کے لیے ہے بے شک تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی سے ہے چنانچہ اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔)

ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت لگائی تھی کہ میرا باپ میرا مال ختم کر رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عذر قبول نہیں کیا اور نہ ہی والد پر خرچ روکنے کی رخصت دی بلکہ فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔ یعنی جب وہ تیرے مال کا محتاج ہو گا تو ضرورت کے مطابق تجھ سے مال لے سکتا ہے جیسے وہ اپنے مال سے لیتا تھا اور جب تیرے پاس مال نہیں تھا لیکن اب تیرے پاس کمائی کا ذریعہ ہے تو تجھ پر کما کر باپ پر خرچ کرنا لازم ہے۔

5.Ibid

6 . ابو داود، سليمان بن أشعث سبحستانى ،صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣٠١٣-391/2

7 . ابو داود، سليمان بن أشعث سبحستانى ،الصحيح السنن ، رقم: ٣٠١٤-392/2

8. ابو داود،الصحيح السنن ، رقم: ٣٠١٥-393/2

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

2-محنت ومزدوری

عہد نبوی میں محنت و مزدوری ہر فرد کے لئے باعث فخر تھی کیونکہ کسب معاش میں محنت کو خاص اہمیت حاصل ہے، خود محنت کر کے کمانے کو سراہا گیا ہے؛ چناں چہ السنن الکبری، کتاب الاجارۃ کی ایک روایت میں ہے:

"کَسبُ الحَلَالِ فَرِیضَۃٌ بَعدَ الفَرِیضَۃِ۔"[9]

(حلال روزی کمانا فرائض (لازمہ) کے بعد فریضہ ہے۔)

بہترین اجرت وہ جو انسان خود اپنے ہاتھوں کما کر کھائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا أَکَلَ أَحَدٌ مِنکُم طَعَامًا أَحَبَّ إِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِن عَمَلِ یَدَیہِ۔"[10]

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی نے بھی ایسا کھانا نہیں کھایا جو رب تعالی کو اس کی ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ محبوب ہو۔)

اس حدیث نبوی ﷺ سے ظاہر ہے کہ اللہ کو انسان کی سب سے محبوب کمائی وہ ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کمائے اور اللہ تعالی کو سب سے زیادہ کھانا وہ پسند ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اور یہ فضیلت مزدور ہو حاصل ہے کہ وہ محنت و مشقت سے اپنا رزق حاصل کرتا ہے۔ اسلام نے جہاں کام پر رغبت دلائی وہاں پر لوگوں سے مانگنا منع کیا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَأَن یَأخُذَ أَحَدُکُم حَبلَہُ فَیَأتِيَ بِحُزمَۃِ الحَطَبِ عَلَی ظَہرِہِ فَیَبِیعَہَا فَیَکُفَّ اللّٰہُ بِہَا وَجہَہُ، خَیرٌ لَہُ مِن أَن یَسأَلَ النَّاسَ أَعطَوہُ أَو مَنَعُوہُ۔"[11]

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی اپنی رسی اٹھائے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس کو بیچے اور اللہ اس کے ذریعے اس کی آبرو بچائے رکھے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ وہ دیں یا نہ دیں۔)

اس حدیث میں مانگنے سے بچنے پر ابھارا گیا ہے، گو انسان طلب معاش میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے کیونکہ کمائی کی وجہ سے کام کرنے میں کوئی عار نہیں، نیز اس حدیث سے ہاتھ کے کام کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے اور کسی سے کام کروانے کی بجائے براہ راست خود کام کرنے کا مقدم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلبِ معاش کی فکر کو (مخصوص گناہوں کا) کفارہ قرار دیا ہے؛ چناں چہ ارشاد گرامی ہے:

"اِنَّ مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوبًا، لَا تُکَفِّرُھَا الصَّلٰوۃُ وَلَا الصِّیَامُ وَلَا الحَجُّ وَلَا العُمرَۃُ، قَالُوا: فَمَا یُکَفِّرُھَا یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: الھُمُومُ فِي طَلَبِ المَعِیشَۃِ۔"[12]

(گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں، جنہیں نہ نماز معاف کرواتی ہے، نہ ہی روزہ اور نہ حج و عمرہ معاف کراتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر انھیں کون سی چیز معاف کرواتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا کفارہ کسبِ معاش میں پیش آنے والی پریشانیاں ہیں۔)[13]

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا اولین پہلو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود محنت فرما کر اللہ تعالی کے خزانوں سے روزی کماتے، خود کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے، قبل از نبوت کی حیاتِ طیبہ میں کئی ایک تجارتی اسفار جو شام، بصرہ اور یمن کی طرف اختیار فرمائے قابلِ ذکر ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پاکیزہ تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے محنت کر کے حلال روزی کمانا شریعت میں محمود اور مطلوب ہے۔

3-گلہ بانی

عہد نبوی ﷺ میں سب سے بڑا جو مزدوری کا شعبہ تھا وہ تھا گلہ بانی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پانے والے صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے جس پر چل کر ہم جنت کی منزل کو پا سکتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ "معارف القرآن" میں فرماتے ہیں کہ:

---

9 - البیہقی، أبوبکر أحمدبن الحسین بن علی، السنن الکبری، کتاب الاجارۃ، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم الحدیث: ١٢٣٠، 128/2

10 - احمدبن حنبل، مسند، 137/15

11 - اخرجہ البخاري في کتاب الزکوٰۃ، باب: الاستعفاف عن المسألۃ، رقم: ١٤٧١- 329/1

12 - الھیثمی، نورالدین علی بن أبی بکر، مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب الکسب والتجارۃ ومحبتھا والحث علی طلب الرزق، (رقم الحدیث: ٦٢٣٩) 109/4

13 - علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ظہورِ قدسی، شغل تجارت، کواپریٹیو کیپٹل پرنٹنگ پریس، لاہور، ط: پنجم- 171/4

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

"کسبِ معاش کے ذرائع میں تجارت اور محنت سب سے افضل اور اطیب ذریعہ معاش ہے؛ لہذا رسولِ خدا ﷺ نے تجارت اور سودا گری فرمائی ہے۔"[14]

خدائی حکم اور قانونِ الٰہی پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے زمانے اور عہد کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے عمل کیا بالخصوص نبی آخر الزماں، رحمت عالم، ہادی دو عالم حضرت محمد مصطفی ﷺ، آقائے دوجہاں کبھی دایہ حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے ہیں، تو کبھی خواجہ ابو طالب کے ساتھ بغرض تجارت شام کا سفر کرنے پر بضد ہوتے ہیں، محبوب رب العالمین اگر خدیجتہ الکبریٰ کا مال، مضاربت کے طور پر لے کر شام کا سفر فرماتے ہیں، تو اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے بدلے جنگل میں چراتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں کیوں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہوتا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیٰ نبینا و علی الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔

4-لوہار و ترکھان

حضرت بَراء بن اَوْس رضی اللہ عنہ پیشے کے اعتبار سے لوہار تھے، آپ شہزادۂ رسول حضرت سیّدُنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی والد تھے کیونکہ آپ کی اہلیہ نے ان کو دودھ پلایا تھا۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔ حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا:

"آج رات میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السَّلام کے نام پر رکھا ہے، پھر آپ نے اس صاحبزادے کو ابو سَیف حضرتِ سیّدُنا بَراء بن اَوْس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اُمِّ سَیف کو دودھ پلانے کے لئے دے دیا، حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز حضور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم ابو سَیف کے پاس تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا، جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ بھٹی کو دھونک رہے تھے اور گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا، میں جلدی سے ان کے پاس گیا اور کہا کہ ابو سَیف! ٹھہر جاؤ! رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم تشریف لائے ہیں، چنانچہ وہ رُک گئے۔"[15]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار سے گزر رہے تھے اور حضرت حاطِب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ وہاں مال بیچ رہے تھے ان کے سامنے کشمش سے بھری دو بوریاں رکھی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھ کر رُک گئے۔ پوچھا: کشمش کیسے بیچ رہے ہیں؟ جواب ملا: ایک دِرہم کے دو مُدّ۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طائف کی طرف سے کشمش لے کر ایک تجارتی قافلہ آیا تھا۔ میں اس سے ملا وہ قافلہ بھی وہی ریٹ بتا رہا تھا جس پر تم بیچ رہے ہو۔ اب یا تو تم اپنا ریٹ بڑھا دو یا پھر اپنی کشمش لے کر گھر لوٹ جاؤ اور جیسے چاہو بیچو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر لوٹے تو اپنی بات کے بارے میں سوچا پھر حضرت حاطِب کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: میں نے جو کچھ بھی تم سے کہا وہ کوئی حکم ہے نہ ہی فیصلہ۔ وہ ایک ایسی بات تھی جسے میں نے اپنے شہر والوں کے فائدے کے لئے کہا تھا۔ تم جہاں چاہو بیچو، جیسے چاہو بیچو۔[16]

5-قصاب

عہد نبوی میں مزدوری و مشقت اور ہر طرح کا کسب معاش صحابہ کرام رزق حلال کے لیے اختیار کیا کرتے تھے اور ہر قسم کی محنت مشقت کرتے تھے۔ مختلف پیشوں کے ذریعے اپنی روزی کماتے تھے مثلا حضرت خباب بن ارت لوہار تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود چرواہے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص تیر ساز تھے، حضرت زبیر بن عوام درزی تھے، حضرت بلال بن رباح گھریلو نوکر تھے، حضرت سلمان فارسی حجام تھے، حضرت عمرو بن العاص قصائی تھے۔

6- کھیتی باڑی

حضرت علی کھیتوں میں مزدوری کرتے تھے، حضرت ابو بکر کپڑا بیچتے تھے۔ خلیفہ بن جانے کے بعد بھی وہ کپڑوں کی گٹھڑی کمر پر لاد کر گھر سے نکلے تو راستہ میں حضرت عمر اور ابو عبیدہ ملے انہوں نے کہا اب آپ یہ کام کیسے کر سکتے ہیں آپ تو اب مسلمانوں کے معاملات کے والی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا اپنے بال بچوں کو کہاں سے کھلاؤں؟ تو ان دونوں نے کہا ہم تمہارے لیے روزی (تنخواہ) مقرر کر دیتے ہیں۔ انہوں نے شوریٰ میں ان کی تنخواہ کے متعلق فیصلہ کر دیا۔

مہاجرین جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ترجیحات کا تعین کیا گیا کہ انصار اور مہاجرین میں جو تہذیبی فرق تھا عبداللہ بن اُبی اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ مکہ مکرمہ سے آنے والے مہاجرین کا تعلق عدنانی عربوں سے تھا۔ یہ لوگ مکہ مکرمہ اور حجاز کے صحرائی علاقوں میں آباد تھے۔ ان کی تمام عادات و اطوار میں صحرائی اقوام کے اثرات تھے۔ صحرا کی آزاد اور بدویانہ زندگی کے یہ لوگ دلدادہ تھے، ان کی تہذیب و تمدن اور رسوم و رواج میں صحرائی تہذیب ہی رچی بسی ہوئی تھی۔ صحرا کی آزادانہ زندگی کے ساتھ ہی اہل مکہ نے اپنا شہری نظام وضع کر لیا تھا اور معاش کے لیے تجارت اور شکار پر بھروسہ کرتے تھے۔ تجارت کو انہوں نے زیادہ بہتر طور پر منظم کر لیا تھا۔

ڈاکٹر خالد مسعود لکھتے ہیں:

"انصار میں زیادہ تر اوس اور خزرج کے قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ یہ افراد صدیوں سے زراعت پیشہ چلے آرہے تھے۔ مدینہ منورہ میں آباد ہونے سے قبل یہ لوگ یمن میں آباد تھے۔ وہاں بھی زراعت اور کاشت کاری ہی ان کا پیشہ تھا۔ یمن میں آباد عربوں نے زراعت میں بہت ترقی حاص کر لی تھی۔ انہوں نے اپنی زمینوں کی آباد کاری کے لیے ایک عظیم الشان بند تعمیر کیا تھا جو تاریخ میں سدمآرب کے نام سے مشہور ہے۔ پانی کی کثرت اور زرخیز زمینوں کی وجہ

---

[14] - مفتی محمد شفیع عثمانی ،معارف القرآن:ص:540

[15] - طبقات ابن سعد ، الاعلام للزرکلی ، 2 / 159

[16] - البیھقی، السنن الکبریٰ ، حدیث : 11146-6 / 48

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

سے یہ لوگ خوشحال تھے۔ قرآن حکیم میں بھی ان کی خوشحالی اور زراعت کی طرف سے اشارہ اور ان کے تعمیر کردہ بند مآرب کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ بند بعد میں ایک طوفانی سیلاب سے تباہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے زبردست سیلاب آیا اور اہل یمن کے بہت سے زراعت پیشہ لوگوں کو ترک وطن کرنا پڑا۔ یہ لوگ یمن سے نکلے تو ایسی جگہوں پر جا کر آباد ہوئے جہاں زمینیں قابل کاشت تھیں اور آب پاشی کے لیے پانی موجود تھا۔ ان میں کچھ لوگ مدینہ منورہ آکر آباد ہو گئے اور یہاں زراعت میں مصروف ہو گئے۔"(17)

ان لوگوں کی تہذیب و ثقافت میں متمدن اور متمول قوموں کے اثرات تھے۔ ان کی تہذیب زرعی تہذیب تھی جو صحرا کی تہذیب و تمدن سے مختلف تھی۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ان دو تہذیبوں کا اجتماع ہو گیا تھا۔ ایک صحرائی تہذیب تھی تو دوسری کا تعلق زرعی تہذیب سے تھا۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے معاونین اس تہذیبی اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

یہ چند ایک شعبہ جات ذکر کیے گئے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت سارے شعبہ جات طوالت کے پیش نظر ذکر کرنے سے قاصر ہیں۔

مبحث ثالث: پنجاب اسمبلی سے چند ایک منظور شدہ لیبر لاز کا مختصر اجائزہ

1۔ بچوں کی مشقت کا قانون 1991

ہمارا معاشرے کی اکثر ابادی غربت کی لکیر سے بھی نیچے سانس لے رہی ہے۔ ایسے میں ہر شخص کی کوشش ہے کہ اس کے گھر کے سارے افراد مل کر روزگار کمائیں۔ پاکستان میں حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کو زندہ رہنے کے لیے کمانا پڑتا ہے۔ اس معاشرے میں بچے بوڑھے جوان مرد و خواتین سب روزگار کمانے میں مصروف ہیں۔ بچوں کو بھی اس مشقت سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ بچوں کی ملازمت آسان یا بہتر بنانے اور ممانعت کے قانون 1991ء کے مطابق بعض آسان نوعیت کے لیے بے ضرر کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے جبکہ خطرناک نوعیت کے پیشے اختیار کرنے کی ممانعت دی گئی ہے۔ کوئی بھی اجر بچوں کو کم اجرتوں پر ملازمت دے کر ان کی جسمانی، ذہنی اور شعوری نشوونما کا استحصال نہیں کر سکتا۔

- فیکٹری ایکٹ
- شاپس آرڈیننس
- بچوں کی مشقت کا قانون

جبری مشقت کے خاتمے کا قانون 1992ء

اس قانون کے تحت ہر قسم کی پیشگی ادائیگیوں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے جن کی وجہ سے کارکنوں پر جبری مشقت پر مجبور کیا جاتا تھا۔ اس قانون کے تحت ہر قسم کی پیشگی ادائیگیاں کالعدم قرار دی گئی ہیں۔ اس قانون پر فوری عملدرآمد کیلئے ہر ضلع میں District Vigillance Committee بنائی گئی ہے۔ جس میں ضلع کی پولیس، انتظامیہ اور لیبر کے نمائندگان سرگرم ہیں۔ بھٹوں پر جبری مشقت میں ملوث خاندان و کارکنان اپنے ضلع کی کمیٹی یا واجبات کے لئے لیبر کے دفتر میں اتھارٹی ادائیگی کارکنان سے رابطہ کریں۔ سیشن جج صاحب کی عدالت کے ذریعے بیلف کا چھاپہ پڑوا کر بھی محبوس افراد کو بازیاب کرایا جا سکتا ہے۔

جبری مشقت کے خاتمے کے قانون 1992ء کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس میں بنیادی طور پر کچھ کمزوریاں نظر آتی ہیں مثال کے طور پر اب اس قانون کے مطابق آسان نوعیت کی ملازمت کی اجازت دی گئی ہے۔ اس اجازت نامے پر کچھ سوالات اٹھتے ہیں۔

i. کس بنیاد پر آسان نوعیت کی ملازمت کی اجازت دی گئی؟ اس بارے میں قانون کے اندر کوئی خاص وضاحت موجود نہیں۔

ii. آسان نوعیت کی ملازمت کے لیے ہم نے کیا پیمانہ وضع کیا ہے؟

iii. کیا آسان نوعیت کی ملازمت بچے کی تعلیم کو متاثر نہیں کرے گی؟

اس طرح اور کئی سوالات اس قانون پر جنم لیتے ہیں۔ ملازمت آسان نوعیت کی ہو یا مشکل یقینا اور بچے کی ذہنی اور جسمانی حالت پر گہرے اثرات چھوڑے گی۔ لہذا ہمیں **جبری مشقت کے خاتمے کا قانون 1992ء** پر نظر ثانی کرنا ہو گی جہاں بہتری کی گنجائش موجود ہے وہاں ہمیں بہتری لانی ہو گی۔ اسی میں ہماری آنے والی نسل کا مستقبل محفوظ ہے۔ تعلیم ہماری بچوں کا بنیادی حق ہے مکمل یکسوئی کے ساتھ بچوں کو ان کی تعلیم پر توجہ مرکوز رکھنے کی ضرورت ہے۔

2۔ پنجاب ایمپلائز سوشل سیکیورٹی آرڈیننس 1965ء

پنجاب سوشل سیکیورٹی ایک سہ فریقی ادارہ ہے اس کے تحت قائم کردہ فنڈ میں آجر اپنے تمام بیمہ شدہ کارکنوں کی تنخواہ کا 7 فیصد سالانہ جمع کرواتا ہے۔ ایست تمام کارکن جو کسی فیکٹری یا نجی ادارہ میں کام کرتے ہیں۔ اس قانون کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس قانون کے زمرے میں آنے والے تمام کارکنان اور ان کے زیر کفالت افراد سوشل سیکیورٹی کی ڈسپنسریوں اور

---

[17] ۔ خالد مسعود، حیارت رسول امیﷺ، ص429

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

ہسپتالوں سے مفت طبّی سہولیات حاصل کرنے کے مستحق ہیں۔ضرورت کے تحت ان بیمہ شدہ ملازمین اوران کے زیر کفالت افراد کو سرکاری ہسپتالوں سے بھی طبّی سہولیات کی فراہمی کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

کسی کارکن کی بیماری کی صورت میں اگر سوشل سیکیورٹی ہسپتال کا ڈاکٹر سرٹیفکیٹ جاری کردے تو ایسا کارکن سال میں 121 دن تک ٪75 تنخواہ اور ٹی بی اور کینسر کی صورت میں 365 دن تک کی تنخواہ کا مستحق ہے۔

سوشل سیکیورٹی کی طبّی سہولیات

i. آؤٹ ڈور اور طبّی معائنہ۔
ii. ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کے لیے بستر کی سہولت۔
iii. ادویات کی فراہمی۔
iv. مصنوعی اعضاء کی فراہمی
v. بیرون ملک ضروری علاج معالجہ کی سہولیات
vi. زچہ بچہ کی طبّی سہولیات اور دیکھ بھال
vii. ضروری طبّی معائنہ جات بشمول ایکسرے،خون،پیشاب و پاخانہ ٹیسٹ وغیرہ۔

سوشل سیکیورٹی کے قانون کے تحت معاوضہ جات وادائیگی

i. بیماری کی صورت میں معاوضہ جات
ii. ٹی بی اور کینسر کی صورت میں مخصوص معاوضہ جات
iii. دوران زچگی کے معاوضہ جات
iv. ڈیتھ گرانٹ
v. دوران عدت معاوضہ جات
vi. زخمی ہونے کی صورت میں معاوضہ جات
vii. معذوری کی صورت میں معاوضہ جات
viii. پسماندگان کے لیے پینشن
ix. مالی امداد

ان سہولیات سے استفادہ کرنے کے لیے کارکن کا سوشل سیکیورٹی سکیم میں رجسٹر ہونا ضروری ہے مزید برآں متعلقہ آجر سوشل سیکیورٹی کو ضروری قانونی ادائیگی کرتا ہو۔اس **پنجاب ایمپلائز سوشل سیکیورٹی آرڈیننس 1965ء** کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے مختلف فیکٹریز اور نجی اداروں کا وزٹ کیا اور کچھ مزدوروں کے انٹرویوز کئے اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ پنجاب بھر کے مزدوروں کا ایک بہت بڑا طبقہ ان قوانین سے ناواقف ہے۔حکومت کو چاہیے ان فیکٹریز اور ان اداروں کے اندر کچھ شعوری مہم شروع کروائے۔چھوٹے چھوٹے پر پروگرامز کروائے جائیں جہاں مزدوروں کو ان سب حقوق کی اور قوانین کی آگاہی حاصل ہو۔پھر ان قوانین کے نفاذ کے لیے ٹیمیں تشکیل دی جائیں اور خلاف ورزی کی صورت میں سخت سزا دی جائے۔

3۔ملازمین کے لیے بڑھاپے کی مراعات کا قانون 1976ء

وفاق کے زیر انتظام ملازمین کے لیے بڑھاپے کی مراعات کے اس ادارہ نے ملازمین کی مراعات کے لیے بڑھاپے کا فنڈ قائم کیا ہوا ہے۔جو فنڈ باقاعدگی کے ساتھ ملازمین کی تعداد کے مطابق آجرین سے وصول کیا جاتا ہے اور اس قانون کا اطلاق ہر اس تجارتی و صنعتی ادارے پر ہوتا ہے جہاں پانچ یا اس سے زائد کارکنان کام کرتے ہوں۔کسی بھی فیکٹری یا ادارے کے تمام ملازمین کی اس قانون کے تحت رجسٹریشن کروائی جائے گی۔ہر آجر (EOB) میں اپنے ادارے کی رجسٹریشن کروائے گا اور تمام کارکنان قانون ہذا کے تحت بیمہ شدہ ہوں گے۔۔اس قانون کے زمرے میں آنے والا ہر کارکن از خود بھی اپنا نام و دیگر دستاویز (EOB) کو بھجوا سکتا ہے اور اپنا رجسٹریشن کارڈ جاری کروا سکتا ہے۔موت کی صورت میں بیوہ اور زیر کفالت کی پینشن کی صورت میں بھی ادائیگی ہو سکتی ہے۔

ایسے جتنے بھی قوانین جو مزدوروں کی سہولت کے لیے بنائے گئے ان قوانین سے مزدوروں کو یا تو ناواقف رکھا گیا یا ان قوانین کو صرف لکھنے لکھانے کی حد تک منظور کیا گیا۔ان کا نفاذ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ہر آجر کو اس بات کا پابند کیا جانا چاہیے کہ وہ ان قوانین کو گیٹ پر آویزاں کرے۔صنعتی یونینوں کے نمائندگان بھی کارکنان کو سہولیات و حقوق دلوانے میں

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

مناسب کردار ادا کریں۔۔کارکنان کی خوشحالی کا انحصار اپنے ادارے کی ترقی و پیداوار پر ہے۔ غیر قانونی ہڑتالیں و تالا بندیاں کسی بھی فریق کے مفاد میں نہیں۔کارکنان حسب قوانین سہولیات نا ملنے پر اپنے ضلعی دفتر لیبر سے رابطہ کریں۔

حوالہ جات

.Hussain, N. (2018). Labor Laws of Pakistan: Containing all the Laws in force. Nadeem Law Book House

.Ali, M. S. (2019). Labor Laws of Pakistan. Pakistan Law House

.Akhtar, S. (2015). Labor Laws and Industrial Relations in Pakistan. All Pakistan Legal Decisions

.Chishti, M. A. (2016). Labor and Employment Law in Pakistan. Oxford University Press

.Shahid, M. (2020). Labor Law and Legislation in Pakistan. Business Publications

.Khan, T. (2017). Labor Rights in Islam: An Overview of Islamic Labor Law and Practice. Tahir & Company

.Bari, S. A. (2018). Labor Laws in Pakistan. Asian Law House

Sattar, A. (2016). Labor Laws of Pakistan: A Comprehensive Commentary on Labour Laws of Pakistan. .Legal Research Centre

.Ali, M. (2014). Labor Laws in Pakistan: With Commentary. Manzoor Law Book House

Ali, M. I. (2016). Labor Laws of Pakistan: A Practical Guide to Labour Laws in Pakistan. Legal Research .Centre

.Ahmed, F. (2018). Labor Laws of Pakistan: A Casebook on Labor Laws in Pakistan. PLD Publishers

.Tariq, M. (2017). Labor and Employment Laws of Pakistan. Royal Book Company

.Rehman, M. (2016). Labor Laws and Labor Relations in Pakistan. Usham Publications

Siddiqui, A. (2014). Labor Laws in Pakistan: A Complete Guide to Labour Laws in Pakistan. Universal Law .Book

.Mirza, M. N. (2018). Labor Legislation in Pakistan. Pakistan Law Times

.Khurshid, M. (2016). Labor Law in Islam. Islamic Book Trust

.Bhutta, R. A. (2019). Labor Law Digest. Lahore Law Times

.Nasir, M. (2018). Labor Law and Labor Relations in Pakistan. Publications International

.Ullah, Z. (2016). Labor Law and Industrial Relations in Pakistan. Liberty Books

.Khalid, I. (2017). Labor Law of Pakistan. The Legal Publications

Copyright © 2023 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)